جناب ارشد ملتانی

شاہ جی

ایک مشاہدہ ۔۔۔۔ ایک تاثر

سن اور تاریخ یاد نہیں یہ واقعہ میرے بچپن کا ہے۔ رات کا وقت ہے چوک حسین آگاہی کی سیڑھیوں پر ایک چھوٹا سا اسٹیج بنا ہوا ہے اور اس پر بجلی کے قمقمے روشن ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے سرخ پوش رضا کار تیزی سے ادھر ادھر دوڑتے ہوئے انتظامات میں مصروف نظر آتے ہیں۔ دکانیں بند ہو چکی ہیں اور لوگ آہستہ آہستہ دور دور تک بچھی ہوئی دریوں پر آ کر بیٹھتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ چاروں طرف لوگوں کا ایک ہجوم جمع ہو جاتا ہے اور اسٹیج سے نعرہ تکبیر کی آوازیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ پتہ نہیں صدر جلسہ کون تھے۔ بہر حال دو تین مترنم نعتوں کے بعد لوگوں کا اشتیاق حد سے بڑھ گیا اور اسٹیج سیکرٹری نے نہایت ہی ادب و احترام سے حضرت شاہ جی کا نام پکارا۔ جلسہ یکدم نعرہ تکبیر اور امیر شریعت کے نعروں سے گونج اٹھا۔ شاہ جی بڑے وقار سے مائک پر نمودار ہوئے۔ خوبصورت وجیہہ چہرہ، پر جلال وضع انہوں نے ایک مفکرانہ گہری نظر جلسے کے چاروں طرف دوڑائی اور چند آیات قرآنی تلاوت کیں۔ شخصیت کا سحر، لحن داؤدی اور اعجاز قرآنی کے مجموعی اثر نے لاکھوں انسانوں کے ذہنوں پر ایک مکمل سکوت طاری کر دیا۔ شاہ جی نے حسب معمول تھوڑی معذرت کی اور پھر اپنے اصل موضوع کی طرف آئے۔ آج اُن کا موضوع واقعہ معراج تھا۔ چنانچہ معراج انسانیت کے اس عظیم واقعہ کی انہوں نے انتہائی خوبصورت اور دلکش انداز میں توضیح و توجیہہ کی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے لوگ جھوم رہے تھے اور داد و تحسین کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ شاہ جی کے بیان کی حلاوت اور اظہار کے رس نے وہ سماں باندھا کہ لوگوں کو پتہ بھی نہ چلا اور رات کے دو بج گئے لوگ ایسے جمے بیٹھے تھے جیسے جلسہ ابھی شروع ہوا ہے۔ یہ بات میں ذاتی مشاہدے کی کر رہا ہوں۔ ویسے برصغیر کے کروڑوں انسان میری اس بات کی تائید کرنے پر تیار ہو جائیں گے۔

شاہ جی کی ذات گرامی علم و ادب اور زور خطابت میں یکتا تھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے سینے میں حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز دل رکھتے تھے۔ شاہ جی کے افکار و خیالات کا جائزہ اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ عشق رسول ان کی زندگی کا محور و مرکز تھا۔ انہوں نے زندگی کے کسی موڑ پر بھی اس مرکز سے گریز نہیں کیا۔ وہ ایک زبردست انقلابی رہنما تھے۔ نعرہ باز انقلابی نہیں۔ وہ انقلابی جو امن و فلاح کے حقیقی انقلاب کے شیدائی ہوتے ہیں۔ ہماری سرزمین نے اور بھی بہت سے انقلابی پیدا کئے ہیں لیکن شاہ جی کی انفرادیت یہ تھی کہ انہوں نے انقلاب لانے کا ایک مختلف اور انوکھا راستہ اختیار کیا۔ وہ راستہ جو خوبصورت بھی تھا اور منزل تک لے جانے والا بھی۔ شاہ جی کی فطرت ہر مشکل میں آسانی کی راہ پیدا کرنے والی تھی۔ میں نے علم و ادب اور سیاست و معاشرت کے کئی اکابر سے اچھا خاصا استفادہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ منزل کے حصول کے لئے جو راہ شاہ جی نے اپنائی تھی اس میں بڑا حسن اور رومان ہے۔ شاہ جی عالم تھے۔ انتہائی خوش ذوق اور زندہ دل

انسان تھے۔ ان کے بلند اور اعلیٰ ذوق اور ان کے علم کی وسعت کا تقاضا ہی یہی تھا کہ ان کے قول اور عمل میں تضاد نہ ہو۔ ایک انفرادیت ہو، ایک نیا اور اجلا پن ہو، میں ایک خاص اور باریک نقطے کی طرف توجہ دلاتا ہوں ہم اپنے سیاست دانوں اور مذہبی رہنماؤں کی پرجوش تقریروں کے عمق میں جھانک کر دیکھیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ہمیں خوف دلا کر ڈرا دھمکا کر اپنی طرف لانا چاہتے ہیں۔ یا اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔ کہیں عاقبت کا خوف ہے۔ کہیں سیاست کا ڈر، کہیں اقتصادیات کے اندیشے ہیں کہیں تہذیب و ثقافت کا ہراس۔ یعنی لفظ لفظ کا بنیادی مفہوم خوف ہے لیکن شاہ جی کی گفتگو میں، تقریروں میں، ان کی خطابت میں خوفزدہ کرنے کا نفسیاتی انداز ہرگز نہ تھا۔ بلکہ اس کے برعکس وہ راحت و مسرت کے لطیف جذبوں کے ساتھ ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔ ان کی اپروچ شاعرانہ تھی۔ ان کی عظیم خطابت میں کہیں شعر کا حسن ہے کہیں لطیفے کی چاشنی کہیں زبان کا لطف ہے کہیں محاورے کا چٹخارہ اور اسکے ساتھ ساتھ علم کی حکمت آفرین نکتہ رسی بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ خصوصیات، یہ انفرادی مقام و مرتبہ علم اور تجربے کے بغیر کسی کو حاصل نہیں ہوتا اور علم و تجربے کی عظمت ہر کسی کو نہیں ملتی۔

جس کے لبوں پہ رقص کناں تھے علوم و فکر
آتا ہے یاد فن خطابت کا شہر یار
لرزاں تھا جس سے کفرِ سیاست قدم قدم
وہ مردِ حق پرست وہ عالم وہ ذی وقار

*

طلباء و علماء اور عامۃ الناس کے لئے یکساں افادیت کی حامل دینی و تحقیقی کتب

مقامِ صحابہؓ واہلِبیتؓ (مقالہ خصوصی) ——— 3 روپے

امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ (مقالہ خصوصی) ——— 4 روپے

امیر المؤمنین سیدنا عمرؓ (مقالہ خصوصی) ——— 3 روپے

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان